واعظ انجمن
مؤمن کی پہچان
مدیر
ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی
معاونین
مفتی عبد الرشید ہمایوں المدنی
مفتی عبد الرزاق ہنگورو قادری
www.facebook.com/darahlesunnat

واعظ الجمعہ

مؤمن کی پہچان

مدیر

ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

معاونین

مفتی عبد الرشید ہمایوں المدنی

مفتی عبد الرزاق ہنگورو قادری

https: //www.facebook. com/darahlesunnat

مؤمن کی پہچان

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلِهِ وصحبِهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ بالله مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسم الله الرّحمٰنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافِعِ یومِ نشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰھمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

بندۂ مؤمن کو کیسا ہونا چاہیے؟

برادرانِ اسلام! ہر وہ شخص جو صاحبِ ایمان ہو، اور اپنی زندگی قرآن وسنّت کے اَحکام کے مُطابق گزارے، خلوصِ دل سے اللہ تعالی کی عبادت کرے، زیادہ مال ودَولت کی طمع ولالچ نہ کرے، تھوڑی سی متاع پر قناعت اختیار کرے، عاجزی، انکساری اور میانہ رَوی اختیار کرے، عبادت، رِیاضت اور نوافل کی کثرت کرے، اپنے گزشتہ گناہوں پر نادِم رہے، اللہ ربّ العالمین کے حضور ہر گھڑی سچی توبہ کرے، دنیاوی مال ودَولت اور نفسانی خواہشات پر اپنی آخرت کو ترجیح دے، جاہلوں سے نہ اُلجھے، فضول خرچی واِسراف سے پرہیز کرے، شرک، قتلِ ناحق اور بدکاری سے بچے، وہ بندۂ مؤمن ہے!۔

بندۂ مؤمن کو کیسا ہونا چاہیے؟ اور اسے کون کونسی صفات کا حامل ہونا چاہیے؟ اللہ ربّ العالمین نے سورۂ فرقان میں اس اَمر کا تفصیلی ذکر فرمایا ہے، لہذا جو شخص یہ چاہتا

ہے کہ اسے دنیا وآخرت میں کامیابی و کامرانی نصیب ہو، اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جنّت کے بالا خانوں اور محلّات میں رہے، اسے چاہیے کہ اپنے آپ کو ان خوبیوں سے مزیّن کرنے کی بھرپور کوشش کرے، اللہ تعالی ایسے مؤمن کی پہچان اور اس میں پائی جانے والی صفات کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۝ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۝ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ۝ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ۝ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا﴾[1].

"رحمٰن کے وہ بندے کہ (۱) زمین پر آہستہ چلتے ہیں، (۲) اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں: بس سلام! (۳) اور وہ جو اپنے ربّ کے لیے سجدے اور قیام میں رات کاٹتے ہیں، (۴) اور وہ جو عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے

(۱) پ۱۹، الفرقان: ٦٣-٧٤.

رب ہم سے پھیر دے جہنّم کا عذاب! یقیناًاس کا عذاب گلے کا پھندہ ہے، یقیناًوہ بہت ہی بُری ٹھہرنے کی جگہ ہے، (۵) اور وہ جو خرچ کرتے ہیں، نہ حد سے بڑھیں اور نہ تنگی کریں، اور ان دونوں کے بیچ اعتدال پر رہیں، (٦) اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پوجتے، (۷) اور اس جان کو ناحق نہیں مارتے جس کی اللہ نے حرمت رکھی، (۸) اور بدکاری نہیں کرتے، اور جو یہ کام کرے سزا پائے گا، اُس پر قیامت کے دن عذاب بڑھایا جائے گا، اور ہمیشہ اس ذِلّت میں رہے گا، مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے، تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور جو توبہ کرے اور اچھا کام کرے، تو وہ اللہ کی طرف رُجوع لایا جیسی چاہیے تھی، (۹) اور جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے، (۱۰) اور جب بے ہودہ (اَمر) پر گزرتے ہیں، اپنی عزّت سنبھالے گزر جاتے ہیں، (۱۱) اور وہ کہ جب انہیں ان کے رب کی آیتیں یاد دلائی جائیں، تو ان پر بہرے اندھے ہو کر نہیں گرتے، (۱۲) اور وہ جو عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں ہماری بیویوں اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک دے، (۱۳) اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا"۔

مذکورہ بالا آیاتِ مبارکہ میں بندۂ مؤمن کی پہچان کے لیے، جن صفات کا ذکر کیا گیا ہے، اُن کی تفصیل یہ ہے:

(۱) سکون واطمینان اور پُروقار طریقے سے چلنا

عزیزانِ محترم! بندۂ مؤمن کی ایک صفت وپہچان یہ ہے، کہ وہ زمین پر سکون واطمینان اور پُروقار طریقے سے چلتا ہے، اپنی چال میں عاجزی کا مُظاہرہ کرتا

ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا ﴾[1] "رحمٰن کے وہ بندے کہ زمین پر آہستہ چلتے ہیں"۔ یعنی "اطمینان و وقار کے ساتھ مُتواضعانہ شان سے، نہ کہ تکبّرانہ طریقے پر جوتے کھٹکھٹاتے، پاؤں زور سے مارتے اِتراتے، کہ یہ متکبرین کی شان ہے، اور شرع نے اس کو منع فرمایا ہے"[2]۔

زمین پر اکڑ کر چلنے کی مُمانعت

حضراتِ گرامی قدر! تکبّر ایک انتہائی بُری روِش اور مذموم صفت ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآن وحدیث میں تکبّر کرنے، اور زمین پر اکڑ کر چلنے سے منع کیا گیا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ﴾[3] "زمین پر (تکبّر وخود نُمائی سے) اِتراتا نہ چل، یقیناً تُو ہرگز زمین نہ چیر ڈالے گا، اور ہرگز بلندی میں پہاڑوں کو نہ پہنچے گا"۔

عاجزی واِنکساری اختیار کرنے کا حکم

عزیزانِ مَن! اللہ ربّ العالمین کو عاجزی واِنکساری پسند ہے، اور ہمیں اسی کا حکم دیا گیا ہے، حضرت سیّدنا قتادہ رَضِیَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «إِنَّ اللهَ أَوْحىٰ إِلَيَّ أَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰى لَا يَفْخَرَ أَحَدٌ عَلىٰ أَحَدٍ، وَلَا يَبْغِيْ أَحَدٌ عَلىٰ أَحَدٍ»[4] "یقیناً اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی فرمائی، کہ تم سب تواضُع اختیار کرو، ایک دوسرے پر کوئی فخر نہ کرے، اور نہ کوئی کسی پر ظلم کرے"۔

---

(١) پ١٩، الفرقان: ٦٣.

(٢) "تفسیر خزائن العرفان" پ١٩، الفرقان، زیرِ آیت: ٦٣، صـ٦٥٧۔

(٣) پ١٥، بني إسرائيل: ٣٧.

(٤) "صحيح مسلم" كتاب الجنّة ...، ر: ٧٢١٠، صـ١٢٤٢.

(۲) جاہلوں سے دُوری اختیار کرنا

حضراتِ ذی وقار! مؤمن لوگوں کی ایک پہچان یہ بھی ہے، کہ وہ شَر انگیزی سے بچتے ہیں، اپنی زبان یا ہاتھ سے کسی کو تکلیف نہیں پہنچاتے، اِفتراق واِنتشار کا راستہ اپنانے، اور جاہلوں سے لاحاصل بحث وتکرار کرنے سے بچتے ہیں، اگر سرِ راہ کہیں ان سے سامنا ہو جائے، اور وہ کوئی ناگوار بات کہہ دیں، تو باہم اُلجھنے کے بجائے درگزر سے کام لیتے ہوئے آگے بڑھ جاتے ہیں، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا﴾[1] "اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں (اور کوئی ناگوار کلمہ یا خلافِ ادب بات کہتے ہیں) تو کہتے ہیں: بس سلام!"۔

صدرالاَفاضل سیِّد نعیم الدین مُرادآبادی رحمہ اللہ تعالی علیہ اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ "یہ سلامِ مُتارکت ہے یعنی جاہلوں کے ساتھ مُجادَلہ کرنے (جھگڑنے) سے دُور رہتے ہیں، یا یہ معنی ہیں کہ ایسی بات کہتے ہیں جو دُرست ہو، اور اس میں اِیذاء اور گناہ سے سالم رہیں"[2]۔

(۳) شب بیداری اور نوافل کی کثرت کرنا

رفیقانِ ملّت اسلامیہ! اللہ ربّ العالمین کو اپنے مؤمن بندوں کا رات میں جاگ کر عبادت ورِیاضت کرنا، اور نوافل ادا کرنا بے حد محبوب ہے، اور یہ ایک ایسا وصف ہے جو اس کے مقبول بندوں کی پہچان ہے، اللہ تعالی نے قرآنِ کریم میں اپنے اُن بندوں کا خاص طور پر ذکر فرمایا، ارشاد باری تعالی ہے: ﴿وَ الَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ

---

(۱) پ۱۹، الفرقان: ٦٣.

(۲) "تفسیر خزائن العرفان" پ۱۹، الفرقان، زیرِ آیت: ٦٣، صـ٦٥٧۔

﴿لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِيَامًا﴾[1] "وہ جو رات کاٹتے ہیں اپنے ربّ کے لیے سجدے اور قیام میں"۔

صدر الاَفاضل سیّد نعیم الدین مُراد آبادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ "(رب تعالی کے لیے رات کاٹنے والوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو) نماز اور عبادت میں شب بیداری کرتے ہیں، اور رات اپنے ربّ کی عبادت میں گزارتے ہیں، اور اللہ تبارک وتعالی اپنے کرم سے تھوڑی عبادت والوں کو بھی شب بیداری کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ حضرت سیّدنا ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا: «مَنْ صَلَّى بَعْدَ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ رَكْعَتَيْنِ أَوْ أَكْثَرَ، فَقَدْ بَاتَ لله سَاجِداً وَقَائِماً»[2] "جس کسی نے بعد نمازِ عشاء دو ۲ رکعت یا اس سے زیادہ نفل پڑھے، وہ شب بیداری کرنے والوں میں داخل ہے"[3]۔

حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا طویل قیام اللیل

حضرت سیّدنا مُغیرہ بن شُعبہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں: «قَامَ النَّبِيُّ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم حَتَّى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ» "نبیٔ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم رات بھر نماز میں کھڑے رہے، یہاں تک کہ آپ کے دونوں پاؤں مبارک پر وَرَم آگیا"۔ جب حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے اتنی زیادہ مشقّت اُٹھانے کا سبب دریافت کیا گیا، تو سرورِ کشورِ رسالت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «أَفَلَا أَكُونَ عَبْداً شَكُوراً؟»[4] "کیا میں (اپنے ربّ کا) شکر گزار بندہ نہ بنوں؟!"۔

---

(١) پ١٩، الفرقان: ٦٤.
(٢) انظر: "تفسير البَغَوي" پ١٩، الفرقان، تحت الآية: ٦٤، ٣/ ٣٧٥.
(٣) "تفسیر خزائن العرفان" پ١٩، الفرقان، زیرِ آیت: ٦٤، ص٦٧٥۔
(٤) "صحيح البخاري" كتاب التفسير، ر: ٤٨٣٦، صـ٨٥٦.

کثرتِ نوافل کی ترغیب

میرے محترم بھائیو! حدیثِ پاک میں رحمتِ عالمیان ﷺ نے کثرت سے نوافل کی ادائیگی کی ترغیب دی ہے، حضرت سیّدنا ثَوبان رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ نبیِ کریم ﷺ نے ایک صحابی رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا: «عَلَيْكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ لله؛ فَإِنَّكَ لَا تَسْجُدُ لله سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَكَ اللهُ بِهَا دَرَجَةً، وَحطَّ عَنْكَ بِهَا خَطِيئَةً»[1] "کثرتِ سُجود (یعنی کثرتِ نوافل) کو اپنے آپ پر لازم کرلو؛ کیونکہ جب تم اللہ تعالی کو ایک سجدہ کرتے ہو، تو اس کی برکت سے اللہ تعالی تمہارا ایک درجہ بلند فرماتا ہے، اور تمہاری ایک خطا مٹا دیتا ہے"۔

قُربِ الٰہی پانے کا طریقہ

حدیثِ قُدسی میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: «وَمَا تقَرَّبَ إِلَيَّ عَبدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُهُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِيْ يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِيْ يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ، وَلَئِنْ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيْذَنَّهُ»[2].

"میرا بندہ جس چیز کے ذریعے میرا قرب چاہتا ہے، اس میں سے فرض زیادہ محبوب ہے، اور میرا بندہ نوافل کے ذریعے بھی میرے قریب ہوتا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، اور جب میں اس سے محبت کرتا

---

(١) "صحيح مسلم" كتاب الصلاة، ر: ١٠٩٣، صـ٢٠٢.

(٢) "صحيح البخاري" كتاب الرقاق، ر: ٦٥٠٢، صـ١١٢٧.

ہوں، تو اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے، اگر وہ مجھ سے کچھ مانگے تو اسے ضرور ضرور دُوں گا، اور اگر وہ میری پناہ چاہے تو اسے ضرور پناہ دُوں گا"۔ یعنی اس کے ہر کام ہر مُعاملے میں اللہ کی مدد اور توفیق شامل رہتی ہے۔

(۴) عذابِ جہنّم سے پناہ کی دعا مانگنا

جانِ برادر! اللہ تعالی کے متّقی و پرہیز گار بندے سخت عبادت ورِیاضت کے باوجود خوفِ خدا رکھتے ہیں، عذابِ الٰہی سے ڈرتے ہیں، اور اس سے پناہ کی دعا مانگتے رہتے ہیں، ارشاد باری تعالی ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿٦٥﴾ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا﴾[1] "وہ جو عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے ربّ! ہم سے پھیر دے جہنّم کا عذاب، یقیناً اس کا عذاب گلے کا پھندہ ہے، یقیناً وہ بہت ہی بُری ٹھہرنے کی جگہ ہے"۔

(۵) میانہ رَوِی اختیار کرنا

عزیزانِ مَن! خالقِ کائنات جَلَّ جَلالُہ کے پیارے بندوں کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ جب خرچ کرتے ہیں، تو اِسراف اور کنجوسی نہیں کرتے، میانہ رَوِی سے کام لیتے ہیں، اور حدِّ اعتدال سے نہیں گزرتے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَ لَمْ يَقْتُرُوْا وَ كَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا﴾[2] "وہ جو خرچ کرتے ہیں،

---

(۱) پ۱۹، الفرقان: ٦٥، ٦٦.

(۲) پ۱۹، الفرقان: ٦٧.

نہ حد سے بڑھیں اور نہ تنگی کریں، اور ان دونوں کے بیچ اعتدال پر رہیں"۔

حدیثِ پاک میں بھی میانہ رَوِی اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے، ایک مقام پر حضرت سیّدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، کہ نبئ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے صحابۂ کرام کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: «إِنَّ الدِّيْنَ يُسْرٌ، وَلَنْ يُشَادَّ الدِّيْنَ أَحَدٌ إِلَّا غَلَبَه، فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَأَبْشِرُوْا»[1] "یقیناً دینِ اسلام آسان ہے، اور جو بھی اِس دین میں سختی کرے گا دِین ہی اُس پر غالب آئے گا، اس لیے میانہ رَوِی اختیار کرو، اور ایک دوسرے کے قریب رہو، اور لوگوں کو دین کی طرف راغب کرنے والی اچھی باتیں بتاتے رہو"۔

(٦) شرک سے اِجتناب کرنا

حضراتِ محترم! شرک ایک ایسا کبیرہ گناہ ہے، جس کا اِرتکاب کرنے والا ہمیشہ ہمیشہ جہنّم میں رہے گا، ہاں اگر وہ موت سے پہلے پہلے سچے دل سے توبہ کرلے، تو اللہ تعالی ضرور مُعاف فرمانے والا مہربان ہے! لہٰذا اس سے اجتناب برتنا ہر سچے مؤمن کی علامت، پہچان اور صفت ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ﴾[2] "وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کی عبادت نہیں کرتے"۔

مُشرک کا ابدی ٹھکانہ

جو شخص (معاذ اللہ) اس گناہ کا ارتکاب کرے اس پر جنّت حرام ہے، اور اس کا ٹھکانہ جہنّم کی آگ ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب الإيمان، باب: الدين يُسرٌ، ر: ٣٩، صـ١٠.

(٢) پ١٩، الفرقان: ٦٨.

حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِ الۡجَنَّةَ وَمَاۡوٰىهُ النَّارُ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ ﴾[1] "یقیناً جو اللہ کا شریک ٹھہرائے، تو اللہ نے اس پر جنّت حرام کر دی، اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے، اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں"۔

شرک سے بچنے کی تاکید

احادیثِ مبارکہ میں بھی شرک سے بچنے کی بڑی تاکید فرمائی گئی ہے، حضرت سیّدنا ابو دَرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبئ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «لَا تُشْرِكْ بِاللهِ شَيْئاً، وَإِنْ قُطِّعْتَ وَحُرِّقْتَ»[2] "اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا، اگرچہ ٹکڑے کر دیے جاؤ، اگرچہ جلا دیے جاؤ"۔

حضرت سیّدنا عبد الرحمن بن ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما، اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، کہ تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین ۳ بار ارشاد فرمایا: «أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الكَبَائِرِ؟» "کیا میں تمھیں سب سے بڑے کبیرہ گناہوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟" صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی: یا رسولَ اللہ کیوں نہیں! نبئ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «الإِشْرَاكُ بِاللهِ، وَعُقُوقُ الوَالِدَيْنِ»[3] "(وہ کبیرہ گناہ: کسی کو) اللہ کا شریک ٹھہرانا، اور والدین کی نافرمانی کرنا ہیں"۔

---

(١) پ٦، المائدة: ٧٢.

(٢) "سنن ابن ماجه" كتاب الفِتن، باب الصبر ...إلخ، ر: ٤٠٣٤، صـ٦٨٦.

(٣) "صحيح البخاري" كتاب الشهادات، ر: ٢٦٥٤، صـ٤٣٠.

(۷) قتلِ ناحق سے بچنا

حضراتِ گرامی قدر! کسی مسلمان کا ناحق قتل گناہِ کبیرہ ہے، اللہ تعالی نے قرآنِ کریم میں اس کی سختی سے مُمانعت فرمائی ہے، جو مسلمان اس گناہ سے اپنے دامن کو بچائے رکھتے ہیں، وہ اللہ تعالی کے پسندیدہ بندے ہیں، ان کی یہ صفت بیان کرتے ہوئے ربّ العالمین نے ارشاد فرمایا: ﴿وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ﴾[1] "جس کی اللہ نے حرمت رکھی اس جان کو ناحق نہیں مارتے"۔

کسی مؤمن کو ناحق قتل کرنے کی سزا

کسی مؤمن کو ناحق قتل کرنا طویل عرصہ تک عذابِ جہنّم کا باعث ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا﴾[2] "جو کسی مؤمن کو قصداً قتل کرے، اس کی سزا جہنّم میں مدّتوں رہنا ہے"۔

کسی مؤمن کا ناحق قتل، ساری دنیا کا مال ومتاع زائل ہونے سے بھی بڑھ کر ہے، حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عَمرو رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے، نبئ مکرّم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «لَزَوَالُ الدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللهِ مِنْ قَتْلِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ»[3] "اللہ کے نزدیک ایک مؤمن کا قتل، دنیا بھر کے زوال سے بڑھ کر ہے!"۔

---

(۱) پ۱۹، الفرقان: ٦٨.

(۲) پ٥، النساء: ٩٣.

(۳) "سنن الترمذي" أبواب الديّات، ر: ١٣٩٥، صـ٣٣٨.

(۸) زِنااور بدکاری سے بچنا

میرے محترم بھائیو! اچھے مؤمن کی صفات میں سے ایک یہ بھی ہے، کہ وہ حلال وحرام کی تمیز رکھتا ہے، اور زِنا وبدکاری جیسے قبیح گناہوں سے بھی بچا رہتا ہے، اللہ تعالی اپنے انہی بندوں کی صفات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَلَا يَزْنُوْنَ﴾[1] "وہ بدکاری نہیں کرتے"۔

بدکاری سے بچنے کا حکم

اللہ ربّ العالمین نے قرآنِ مجید میں متعدّد مقامات پر زِنا اور بدکاری سے بچنے کا حکم دیا ہے، ارشاد فرمایا: ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا﴾[2] "بدکاری کے پاس مت جاؤ! یقیناً وہ بے حیائی اور بہت ہی بُرا راستہ ہے"۔

بدکاری کی سزا

جو لوگ بدکاری کر کے حکمِ الٰہی کی نافرمانی، اور اللہ جَلّ جَلالہ کی مقرّر کردہ حُدود کو پامال کرتے ہیں، ان کے لیے بروزِ قیامت سخت ذِلّت ورُسوائی اور دردناک عذاب ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۙ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا﴾[3] "جو یہ کام کرے سزا پائے گا، اُس پر قیامت کے دن عذاب بڑھایا جائے گا، اور وہ ہمیشہ اس میں ذِلّت سے رہے گا"۔

---

(١) پ١٩، الفرقان: ٦٨.

(٢) پ١٥، بني إسرائيل: ٣٢.

(٣) پ١٩، الفرقان: ٦٨، ٦٩.

سینے سے نورِ ایمان کا نکلنا

زِناوبدکاری ایک ایسا غلیظ اور کبیرہ گناہ ہے، کہ انسان جس گھڑی اس فعلِ حرام کا اِرتکاب کرتا ہے، اس وقت اس کے سینے سے نورِ ایمان بھی خارج ہو جاتا ہے، حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، رسولِ اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «إِذَا زَنَى الرَّجُلُ خَرَجَ مِنْهُ الْإِيمَانُ، كَانَ عَلَيْهِ كَالظُّلَّةِ، فَإِذَا انْقَلَعَ رَجعَ إِلَيْهِ الْإِيمَانُ»[1] "جب آدمی زِنا کرتا ہے تو اُس سے ایمان کا نُور نکل کر، اس پر مثل سائبان کے ہو جاتا ہے، جب اس فعلِ بد سے جدا ہوتا ہے تو اُس کی طرف ایمان لَوٹ آتا ہے"۔

ایک اَور مقام پر حضرت سیّدنا ابنِ عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے، نبئ اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ!»[2] "زانی جس وقت زِنا کرتا ہے، وہ مؤمن نہیں رہتا!"۔

توبہ کا دروازہ

البتہ جو شخص اپنے گناہ پر نادِم ہو، اور اللہ تعالی کے حضور سچی توبہ کرے، تو اس کے لیے بخشش، مغفرت اور توبہ کا دروازہ روزِ اَزل سے کُھلا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿ اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓىِٕكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا۝ وَ مَنْ تَابَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ یَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴾[3] "مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے، تو ایسوں کی برائیوں

---

(١) "سنن أبي داود" كتاب السُنّة، ر: ٤٦٩٠، صـ٦٦٢.

(٢) "صحيح البُخاري" كتابُ الحدودِ، ر: ٦٧٨٢، صـ١١٦٩.

(٣) پ١٩، الفرقان: ٧٠، ٧١.

کواللہ تعالی بھلائیوں سے بدل دے گا، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے، اور جو توبہ کرے اور اچھا کام کرے، تو وہ اللہ کی طرف رُجوع لایا جیسی چاہیے تھی"۔

بدکاری سے بچنے کی فضیلت

برادرانِ اسلام! احادیثِ مبارکہ میں بدکاری سے بچنے کی بڑی فضیلت آئی ہے، جو شخص اپنے آپ کو بدکاری سے محفوظ رکھتا ہے، رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اس کے لیے جنّت کی بِشارت ہے، حدیثِ پاک میں فرمایا: «مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ، أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ!»[1] "جو مجھے دونوں جبڑوں کے درمیان والی چیز (یعنی زبان)، اور دونوں پیروں کے درمیان والی چیز (یعنی شرمگاہ) کی حفاظت پر ضمانت دے، میں اسے جنّت کی ضمانت دیتا ہوں!"۔

ایک اَور مقام پر نوجوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے سرورِ کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا: «يَاشَبَابَ قُرَيْشٍ! احْفَظُوا فُرُوجَكُمْ، لَا تَزْنُوا، أَلَا مَنْ حَفِظَ اللهُ لَهُ فَرْجَهُ، دَخَلَ الْجَنَّةَ!»[2] "اے جوانانِ قریش! اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو، زِنا مت کرو! اللہ تعالی جس کی شرمگاہ کو گناہ سے بچالے، وہ جنّت میں داخل ہوگا!"۔

(۹) جھوٹی گواہی سے بچنا

حضراتِ ذی وقار! جھوٹی گواہی دینا گناہِ کبیرہ اور بہت بڑا جرم ہے، اللہ ربّ العزّت کے سچے اور نیک بندے اس مذموم فعل سے بھی بچتے ہیں، ارشادِ باری تعالی

---

(١) "صحيح البخاري" باب حفظ اللسان، ر: ٦٤٧٤، صـ١١٢٣.

(٢) "شُعب الإيمان" ٣٧- باب في تحريم ...إلخ، ر: ٥٣٦٩، ٤/ ١٨٨٥.

ہے: ﴿ وَالَّذِیْنَ لَا یَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ﴾[1] "وہ لوگ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے"، "اور جھوٹوں کی مجلس سے علیحدہ رہتے ہیں، اور ان کے ساتھ مُخالَطت (میل جول) نہیں کرتے"[2]، انہیں اس کبیرہ گناہ سے بچنے، اور اَیسوں کے ساتھ میل جول نہ رکھنے کے بدلے میں، جنّت میں بڑے بڑے محلّات عطا کیے جائیں گے، اور وہ ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے!۔

جھوٹوں پر اللہ تعالی کی لعنت

اللہ تعالی جھوٹ بولنے والوں کو ہرگز پسند نہیں فرماتا، قرآنِ کریم میں جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بیان فرمائی ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِیْنَ ﴾[3] "جھوٹوں پر اللہ تعالی کی لعنت"۔

جھوٹی گواہی شرک کے برابر

جھوٹی گواہی ایک ایسا کبیرہ گناہ ہے جسے شرک کے برابر قرار دیا گیا ہے، حضرت سیّدنا خُرَیم بن فاتک رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں، کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے نمازِ فجر ادا فرمائی، جب فارغ ہوئے تو کھڑے ہو کر تین ۳ بار ارشاد فرمایا: «عُدِلَتْ شَهَادَةُ الزُّورِ بِالْإِشْرَاكِ بِاللهِ» "جھوٹی گواہی اللہ کے ساتھ شرک کرنے کے برابر قرار دی گئی ہے" پھر مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی: ﴿ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۝۳۰ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَیْرَ مُشْرِكِیْنَ

---

(١) پ١٩، الفرقان: ٧٢.

(٢) "تفسیر خزائن العرفان" پ١٩، الفرقان، زیرِ آیت: ٢: ٧٢، ص٦٥٨۔

(٣) پ٣، آل عمران: ٦١.

بِهٖ﴾[1] "توبتوں کی گندگی سے دُور ہو، اور جھوٹی بات سے بچو، ایک اللہ کے ہو کر کہ اس کا شریک کسی کو نہ کرو!"[2]۔

بڑی خِیانت

جھوٹ بولنا یا جھوٹی گواہی دینا، امانت میں خِیانت کے مثل ہے، حضرت سیّدنا سفیان بن اُسَید حَضرمی رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں، کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: «كَبُرَتْ خِيَانَةً أَنْ تُحَدِّثَ أَخَاكَ حَدِيثاً، هُوَ لَكَ بِهِ مُصَدِّقٌ، وَأَنْتَ لَهُ بِهِ كَاذِبٌ!»[3] "بڑی خِیانت کی بات یہ ہے کہ تم اپنے مسلمان بھائی سے کوئی بات کہو، جس پر وہ تمہیں سچا جان رہا ہو، مگر تم اس سے جھوٹ بول رہے ہو!"۔

جھوٹ سے بچنے کی تاکید

اَحادیثِ مبارکہ میں متعدّد مقامات پر جھوٹ سے بچنے کی تاکید فرمائی گئی ہے، حضرت سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «إِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ! فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِيْ إِلَى الْفُجُوْرِ، وَإِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِيْ إِلَى النَّارِ، وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ كَذَّاباً»[4] "جھوٹ سے بچو؛ کیونکہ جھوٹ بُرائی کی طرف، اور بُرائی جہنّم کی طرف لے جاتی ہے، انسان جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ میں کوشاں رہتا ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالی کے ہاں بڑا جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے"۔

---

(١) پ١٧، الحجّ: ٣٠، ٣١.

(٢) "سنن أبي داود" كتاب القضاء، ر: ٣٥٩٩، صـ٥١٧.

(٣) المرجع نفسه، كتاب الأدب، باب في المعاريض، ر: ٤٩٧١، صـ٧٠٠.

(٤) "صحيح مسلم" كتاب البِرّ والصِّلة، ر: ٦٦٣٩، صـ١١٣٨.

حضرت سیّدنا امام نووی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اس حدیثِ پاک کی شرح میں فرماتے ہیں کہ "علمائے کِرام نے فرمایا: اس کے معنی یہ ہیں کہ جھوٹ بُرائیوں کی طرف لے جاتا ہے، اور جھوٹ نیکی پر استقامت سے دُور کر دیتا ہے۔ اس حدیثِ پاک میں جھوٹ سے بچنے کی تاکید ہے، نیز یہ جو فرمایا کہ "بڑا جھوٹا لکھا جاتا ہے" اس سے مراد مخلوق میں اِس صفت سے ظاہر ہونا ہے، یا فرشتوں میں اِس صفت سے مشہور ہونا مراد ہے، یا پھر یہ مُراد ہے کہ لوگوں کے دلوں میں اس شخص سے نفرت ڈال دی جاتی ہے"[1]۔

جھوٹے کا انجام

حضراتِ محترم! جھوٹ بولنے والا شخص، سخت عذاب میں مبتلا کیا جائے گا، حضرت سیّدنا سمُرہ بن جُندب رضی اللہ تعالٰی عنہ ایک طویل حدیث روایت کرتے ہیں، مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: «رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِيْ فَأَخَذَا بِيَدِيْ، فَأَخْرَجَانِيْ إِلَى أَرْضٍ مُسْتَوِيَةٍ أَوْ فضَاءٍ، فَمَرَرْنَا بِرَجُلٍ جَالِسٍ، وَرَجُل قَائِم عَلَى رَأْسِه، وَبِيَدِه كَلُّوْبٌ مِنْ حَدِيدٍ يُدْخِلُهُ فِيْ شِدْقِهِ، فَيَشُقُّهُ حَتَّى يَبْلُغَ قَفَاهُ، ثُمَّ يَفْعَلُ بِشِدْقِهِ الْآخَرَ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَيَلْتَئِمُ شِدْقُه هٰذَا، فَيَعُوْدُ فِيْهِ فَيَصْنَعُ بِهِ مِثْلَ ذٰلِكَ. قَالَ: قُلْتُ: مَا هَذَا؟ -إِلَى أن قال-: أَمَّا الرَّجُلُ الَّذِيْ رَأَيْتَ يُشَقُّ شِدْقُهُ، فَإِنَّه رَجُلٌ كَذَّابٌ يَتَحَدَّثُ بِالْكَذِبَةِ، فَتُحْمَلُ عَنْهُ حَتَّى تَبْلُغَ الْآفَاقَ»[2].

"آج میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے پاس دو ۲ آدمی حاضر ہوئے، اور

---

(۱) "شرح صحيح مسلم" كتاب البرّ والصِّلة والآداب، الجزء ١٦، صـ١٦٠.

(۲) "شرح السُنّة" كتاب البيوع، باب وعيد ...إلخ، ر: ٢٠٥٣، ٥/ ٣٨، ٣٩.

میرا ہاتھ پکڑ کر ساتھ لے چلے، وہ مجھے ایک ہموار زمین یا فضا میں لے گئے، ہم وہاں بیٹھے ایک شخص کے پاس پہنچے، جبکہ ایک اَور شخص بھی اس کے سر پر کھڑا تھا، اُس کے ہاتھ میں لوہے کی سلاخ (Iron Rod) تھی، جس سے وہ اُس کے جبڑے کی ایک جانب سے اُسے چیرتا ہوا گُدّی تک لے جاتا، پھر وہ دوسری جانب چلا جاتا، تو اُس کے جبڑے کی دوسری طرف کو بھی چیرتا ہوا گُدّی تک کھینچ کر لے جاتا، وہ اُس سے فارغ ہی نہ ہوتا کہ پہلا حصہ ٹھیک ہو جاتا، پھر وہ اسی طرح کرتا رہتا۔ میں نے تعجّب سے "سبحان اللہ" کہتے ہوئے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ اس پر مجھے بتایا گیا کہ یہ شخص جھوٹا ہے، اور اس کا جھوٹ دنیا میں پھیلتا ہے"۔ یعنی اپنے جھوٹ کے ذریعے دنیا میں فساد پھیلاتا ہے۔

مذاق میں جھوٹ بولنے پر وعید

جھوٹ بولنا یا جھوٹی گواہی دینا تو درکنار، یہ ایک ایسا قبیح گناہ ہے جسے شریعتِ مطہّرہ نے مذاق میں بھی جائز نہیں رکھا، سرکارِ دوجہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا: «وَيْلٌ لِلَّذِيْ يُحَدِّثُ بِالْحَدِيثِ فَيَكْذِبُ؛ لِيَضْحَكَ بِهِ الْقَوْمُ، وَيْلٌ لَهُ! وَيْلٌ لَهُ!»[1] "اُس کے لیے ہلاکت ہے جو لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولتا ہے، اُس کے لیے ہلاکت ہے! اُس کے لیے ہلاکت ہے!"۔ لہٰذا ہم پر لازم ہے کہ ہمیشہ سچ بولیں، اور جھوٹ سے کوسوں دُور بھاگیں!۔

(۱۰) بیہودہ اور لَغو اُمور سے پرہیز کرنا

حضراتِ گرامی قدر! بیہودہ اور لَغو اُمور اور فضول کاموں سے بچنا بھی

---

(۱) "سُنن أبي داود" كتابُ الأدب، ر: ٤٩٩٠، صـ٧٠٢.

مؤمن کی صفت ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا﴾[1] "جب بیہودہ (امر) پر گزرتے ہیں، اپنی عزّت سنبھالے گزر جاتے ہیں" یعنی "اپنے آپ کو لَہوْ اور باطل سے ملوَّث نہیں ہونے دیتے، اور ایسی مجالس سے دُور رہتے ہیں"[2]۔

لَغو اور فضول کاموں سے بچنے کی فضیلت

لہذا جس بات سے انسان کا کوئی تعلق نہ ہو، یا وہ لَہوْ وباطل پر مشتمل ہو، اُس میں خوامخواہ دخل اندازی ہرگز نہ کریں، کہ اس سے بچنے میں ہی دنیا وآخرت کی بھلائی اور عافیت ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ﴾[3] "یقیناً ایمان والے مُراد کو پہنچے، جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں، اور وہ جو کسی فضول بات کی طرف اِلتفات نہیں کرتے!"۔

سچے مؤمن کی پہچان

فُضول اور غیر متعلقہ باتوں سے بچنا، ایک اچھے اور سچے مؤمن کی پہچان ہے، حضرت سیّدنا علی بن حسین رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، مصطفی جانِ رحمت صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: «إِنَّ مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ، تَرْكُه مَا لَا يَعْنِيهِ»[4] "اچھا مسلمان وہ ہے جو اپنے کام سے کام رکھے!"۔

---

(١) پ١٩، الفرقان: ٧٢.

(٢) "تفسیر خزائن العرفان" پ١٩، الفرقان، زیرِ آیت: ٧٢، ص٦٥٨۔

(٣) پ١٨، المؤمنون: ١-٣.

(٤) "سنن الترمذي" أبواب الزُهد، ر: ٢٣١٨، صـ٥٣١.

(۱۱) خشوع وخضوع سے آیاتِ الٰہیہ کو سننا

برادرانِ ملّتِ اسلامیہ! کامیاب مسلمان وہی ہے جو خالقِ کائنات عَزَّوَجَلَّ کی آیات اور اَحکام کو بغور سنے، ان پر عمل کرے، اور انہیں ہرگز نظر انداز نہ کرے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا﴾[۱] "وہ کہ جب انہیں ان کے ربّ کی آیتیں یاد دلائی جائیں، تو ان پر بہرے اندھے ہوکر نہیں گرتے"، "بلکہ بگوشِ ہوش سنتے، اور بچشمِ بصیرت دیکھتے ہیں اور اس سے نصیحت قبول کرتے ہیں، نفع اٹھاتے ہیں، اور ان آیتوں پر فرمانبردارانہ گرتے (یعنی عمل کرتے) ہیں"[۲]۔

(۱۲) نیک اہل وعیال کے حُصول کے لیے دعا

عزیزانِ مَن! نیک بیوی بچوں کے حُصول کے لیے، اللہ ربّ العالمین کی بارگاہ میں دعا کرنا بھی صالحین کا طریقہ ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ﴾[۳] "وہ جو عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے ربّ! ہمیں ہماری بیویوں اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک دے"۔

لہذا ہمیں بھی چاہیے کہ اللہ تعالی کی بارگاہ میں جب بھی دستِ دعا بلند کریں، اپنے بیوی بچوں کے لیے خیر وبھلائی کی دعا ضرور کریں۔

---

(۱) پ۱۹، الفرقان: ۷۳.

(۲) "تفسیر خزائن العرفان" پ۱۹، الفرقان، زیرِ آیت: ۷۳، ۶۵۸۔

(۳) پ۱۹، الفرقان: ۷٤.

(۱۳) پرہیزگاروں کا پیشوا بننے کی دعا

میرے پیارے بھائیو! متقی اور پرہیز گار لوگوں کی امامت و پیشوائی کے قابل بننے کی دعا کرنا بھی، اللہ کے نیک بندوں کا طریقہ ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿ وَ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا ﴾[1] "اے اللہ ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا"۔ مفسرینِ کرام اس آیتِ مُبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: "یعنی ہمیں ایسا پرہیزگار اور ایسا عابد اور خدا پرست بنا، کہ ہم پرہیزگاروں کی پیشوائی کے قابل ہوں، اور وہ دینی اُمور میں ہماری اِقتداء کریں"[2]۔

بندۂ مؤمن کا اِنعام وجزا

حضراتِ گرامی قدر! گذشتہ سُطور میں سورۂ فرقان کے حوالے سے بیان کی گئی صفات اور خوبیوں سے جو لوگ متّصف ہوں گے، حقیقی معنی میں وہی بندگانِ خدا اور سچے مؤمن ہیں، بروزِ حشر ایسوں کو جنّتی محلّات اور اونچے بالاخانے بطورِ اِنعام وجزا عطا کیے جائیں گے، اور وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے، ارشاد باری تعالی ہے: ﴿ اُولٰٓىِٕكَ یُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَ یُلَقَّوْنَ فِیْهَا تَحِیَّةً وَّ سَلٰمًا ۙ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا ﴾[3] "ان کو جنّت کا سب سے اونچا بالا خانہ اِنعام ملے گا، بدلہ ان کے صبر کا، اور وہاں دعا وآداب اور سلام کے ساتھ ان کی پیشوائی ہوگی۔ ہمیشہ اس میں رہیں گے، وہ کیا ہی اچھی ٹھہرنے اور بسنے کی جگہ ہے!"۔

---

(۱) پ۱۹، الفرقان: ٧٤.

(۲) "تفسیر خزائن العرفان" پ۱۹، سورۂ فرقان، زیرِ آیت: ۷۴، ص۶۵۹۔

(۳) پ۱۹، الفرقان: ٧٥- ٧٦.

اِصلاح کا جذبہ

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! اگر ہم بھی اللہ تعالی کے پسندیدہ و محبوب بندے بننا چاہتے ہیں، تو ہمیں بھی اپنا تزکیۂ نفس کرنا ہوگا، اپنے ظاہر و باطن کی اِصلاح کرنی ہوگی، اپنی ذات میں حقیقی مؤمن بندوں جیسی صفات پیدا کرنی ہوں گی، غُرور و تکبّر اور زمین پر اَکڑ کر چلنے سے بچنا ہوگا، عاجزی اور تواضُع اختیار کرنا ہوگی، جاہلوں سے لاحاصل بحث و تکرار سے بچنا ہوگا، فرائض وواجبات کے ساتھ ساتھ شب بیداری اور نوافل کی کثرت کرنی ہوگی، عذابِ الٰہی سے پناہ مانگتے ہوئے تمام صغیرہ وکبیرہ گناہوں کو ترک کرنا ہوگا، فُضول خرچی اور اِسراف سے بچتے ہوئے حدِّ اِعتدال میں رہنا ہوگا، شرک، قتلِ ناحق، جھوٹی گواہی اور بدکاری جیسے کبیرہ گناہوں سے بچنا ہوگا، اللہ تعالی کے حضور سچی توبہ، اور اس کے اَحکام پر عمل کرنا ہوگا۔

دعا

اے اللہ! ہمیں اچھا اور سچا مسلمان بنا، اَحکامِ شریعت کا پابند بنا، حُسنِ اَخلاق اور عاجزی واِنکساری کا پیکر بنا، اپنی رِضا کو ہمارا مقصود و مطلوب بنا، فُضول اور لایعنی کاموں سے محفوظ رکھ، جاہلوں کے ساتھ لا حاصل بحث و تکرار سے بچا، شرک، قتلِ ناحق، جھوٹی گواہی اور بدکاری جیسے کبیرہ گناہوں سے محفوظ رکھ، نیکیوں پر استقامت اور گناہوں سے بچنے کا جذبہ عطا فرما، اور سچی توبہ کرکے کامل مؤمن بننے کی توفیق مَرحمت فرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر و باطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے اِرشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن و سُنّت کے مُطابق اپنی

زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کِرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کی سچی محبّت اور اِخلاص سے بھرپور اِطاعت کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! ہمیں دینِ اسلام کا وفادار بنائے رکھ، ہمیں سچا پکّا باعمل عاشقِ رسول بنا، ہماری صفوں میں اتحاد کی فضا پیدا فرما، ہمیں پنج وقتہ باجماعت نمازوں کا پابند بنا، سستی و کاہلی سے بچا، ہر نیک کام میں اِخلاص کی دَولت عطا فرما، تمام فرائض وواجبات کی ادائیگی بحُسن وخوبی انجام دینے کی توفیق عطا فرما، بخل و کنجوسی سے محفوظ فرما، خوش دلی سے غریبوں محتاجوں کی مدد کرنے کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! ہمیں ملک وقوم کی خدمت اور اس کی حفاظت کی سعادت نصیب فرما، باہمی اتحاد واتفاق اور محبت واُلفت کو مزید مضبوط فرما، ہمیں اَحکامِ شریعت پر صحیح طور پر عمل کی توفیق عطا فرما۔ ہماری دعائیں اپنی بارگاہِ بے کس پناہ میں قبول فرما، ہم تجھ سے تیری رحمتوں کا سوال کرتے ہیں، تجھ سے مغفرت چاہتے ہیں، ہر گناہ سے سلامتی وچھٹکارا چاہتے ہیں، ہم تجھ سے تمام بھلائیوں کے طلبگار ہیں، ہمارے غموں کو دُور فرما، ہمارے قرضے اُتار دے، ہمارے بیماروں کو کامل شِفادے، ہماری حاجتیں پوری فرما!۔

اے ربِ کریم! ہمارے رزقِ حلال میں برکت عطا فرما، ہمیشہ مخلوق کی محتاجی سے محفوظ رکھ، اپنی محبت واِطاعت کے ساتھ سچی بندگی کی توفیق عطا فرما، خلقِ خدا کے لیے ہمارا سینہ کشادہ اور دل نرم کر دے، الٰہی! ہمارے اَخلاق اچھے اور ہمارے کام عمدہ کر دے، ہمارے اعمالِ حسنہ قبول فرما، ہمیں تمام گناہوں سے بچا، کفّار کے ظلم وبربریت کے شکار ہمارے فلسطینی وکشمیری مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، دنیا بھر کے مسلمانوں کی جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، ان کے مسائل کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما، آمین یاربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدِنا ونبيِّنا وحبيبِنا وقرّةِ أعيُنِنا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.